سورۂ ناس

مدینہ منورہ میں نازل ہوا اس میں چھ آیتیں ہیں

ماقبل سے ربط اس سورت شریفہ کا سورت ماقبل سے ربط اس طرح ہے کہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئیں۔ دونوں استعاذہ کے لئے ہیں اسی وجہ سے ان دونوں کو معوذتین کہتے ہیں۔ دونوں کی ابتدا قل اعوذ برب سے ہوئی ہے۔ فرق اس قدر ہے کہ سورۂ فلق میں ایسی چیزوں کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے جن کا حواس خمسہ ظاہری سے ادراک کیا جاسکتا ہے اور سورۂ ناس میں استعاذہ ایسی چیزوں کے شر سے ہے جن کا ادراک حواس خمسہ ظاہری سے نہیں کیا جاسکتا بلکہ حواس باطنی سے ان کا تعلق ہے، اس طرح ان دونوں سورتوں کے ذریعہ ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے شر اور شرارتوں سے اپنی حفاظت کی جاسکتی ہے اور کیا چاہئے؟ رہا شان نزول، اور اس کے فضائل ومناقب، سورۂ فلق کی تفسیر کے ضمن میں بیان ہوچکے یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں رہی ناظرین چاہیں تو وہاں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ

صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۧ آپ کہیے میں پناہ رکوع ۱ / ۳۹

لیتا ہوں سب لوگوں کے رب کی، سب لوگوں کے بادشاہ کی، سب لوگوں کے

خدا کی، شر سے بڑے خطرے ڈالنے والے، چھپا رہنے والے کے، جو وسوسے ڈالتا

ہے دلوں میں لوگوں کے، جنوں اور آدمیوں میں سے ۔

قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس ۔ (اے نبی کریم !)

آپ فرمائیے کہ میں پناہ لیتا ہوں سب لوگوں کے رب کی ۔ یعنی اس کی جو ان کے تمام

کاموں کا مالک ہے جس کے قبضۂ قدرت میں لوگوں کے جملہ امور ہیں ۔ دنیوی ہوں یا اخروی

کلی ہوں یا جزئی شخصی ہوں یا جماعتی یا قومی، معاشی ہوں یا معادی، انتظامی ہوں

یا سیاسی، معمولی ہوں یا غیر معمولی، یا یہ کہ پناہ لیتا ہوں ان کے مربی کی، جو ہر آن و

ہر لحظہ ان کی تربیت فرماتا ہے ۔ مثلاً نطفہ کو خون کی شکل دینا، پھر خون کو منجمد بنانا،

پھر منجمد خون کو گوشت کی صورت میں تبدیل کرنا، پھر گوشت میں ہڈی پیدا کرنا، پھر ان کے

اعضا تراشنا، پھر ان میں روح پھونکنا، پھر بچہ کی شکل دے کر رحم مادر سے صفحہ ہستی پر لانا، اسی طرح عالم طفولیت سے نکال کر عالم شباب کی بہاریں دکھانا، پھر عالم پیری میں لاکر اس کی بزرگی قائم کرنا، یہ سب ربوبیت کا اقتضا ہے۔ نیز اس دوران میں انکی مضرتوں کو دفع کرنا اور ہر ایک کے مناسب حال ان کو مصالح سے لطف اندوز کرنا۔ یہ تمام امور ربوبیت سے متعلق ہیں۔ اگر یہ تربیت نہ کی جاتی تو کوئی فرد درجۂ کمال کو نہ پہنچ سکتا۔

مَلِكِ النَّاسِ ۔ (میں پناہ لیتا ہوں) سب لوگوں کے بادشاہ کی۔" مطلب یہ سب لوگوں کی ربوبیت کی جو ذات اپنے لطف و کرم سے کفیل ہے۔ ان کا حقیقی بادشاہ بھی وہی ہے۔ دنیا میں جو لوگ بادشاہ کہلاتے ہیں وہ بھی اسی بنا پر کہ اپنی رعایا کی تربیت سے متعلق کچھ تدابیر کر لیتے ہیں۔ مدارس قائم کرتے ہیں۔ دواخانے کھولتے ہیں۔ امن وامان برقرار رکھنے کی سعی کرتے ہیں۔ رعایا کی خوش حالی اور مرفہ الحالی کے انتظامات کرتے ہیں۔ باہمی تنازعات اور مناقشات کے تصفیہ کے لئے عدالتیں اور محکمے مقرر کرتے ہیں تاکہ قوی لوگ، ضعفاء پر دست درازی نہ کر سکیں اور مستحق کو اس کا حق مل جائے۔ با ایں ہمہ وہ جو کچھ کرتے ہیں جزوی اور معمولی حد تک ان کی بادشاہت محدود رہتی ہے، اور یہ سب کچھ دو روزہ اور عارضی ہے۔ اگر ان کے ہاں ایک عرصہ کی حد تک ہی سہی، یہ انتظام قائم رہے تو وہ نیک نام مشہور کئے جاتے ہیں۔ ورنہ انکو برائی سے یاد کیا جاتا ہے۔

اللہ سبحانہ کی بادشاہت علی الاطلاق ہے۔ سارے امور کی زمام اسی وحدہ لاشریک لہ کے ہاتھ ہے اس کی بادشاہت ازلی ابدی ہے جس میں کوئی نقص یا عیب نہیں جس میں کوئی تغیر یا زوال نہیں۔ اس کی ذات حی، سمیع، بصیر، علیم، قدیر ہے۔ حقیقی بادشاہی اسی کو سزاوار ہے۔ لہذا جو کوئی اس کی پناہ میں آجائے۔ پھر اس کو کسی کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں رہ سکتا۔ اسی لئے حکم ہو رہا ہے: ـ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ ـ

فرعون نے اپنی فرعونیت کے گھمنڈ میں چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گزند پہنچائے ایک دن اپنے دربار میں تقریر کی جیسا کہ سورۂ مومن میں ہے: ـ ولقد ارسلنا موسیٰ بآیاتنا وسلطان مبین الی فرعون وھامان وقارون فقالوا ساحر کذاب، فلما جاءھم بالحق من عندنا قالوا اقتلوا ابناء الذین آمنوا معہ واستحیوا نساءھم وما کید الکافرین الا فی ضلال وقال فرعون ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظھر فی الارض الفساد۔ (ارشاد باری ہے) اور بے شک ہم نے موسیٰ کو نشانیاں اور کھلی سند دے کر فرعون وہامان اور قارون کے پاس بھیجا تو یہ سب کہنے لگے کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا۔ پھر جب وہ ہمارے پاس سے سچی بات لیکر ان کے پاس

پہنچے تو کہنے لگے کہ جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان میں سے مردوں کو تو مار ڈالو اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دو۔ (ارشاد الٰہی ہے) منکرین کا سارا داؤ پیچ (ہمارے آگے) غلط ہو کر ہی رہتا ہے۔ اور فرعون نے کہا کہ ذرا مجھے چھوڑو کہ موسیٰ کو قتل کر دوں، اور اس کو پکارتا رہنے دو اس کے رب کو، سخت اندیشہ ہے کہ وہ تمھارے دین کو بگاڑ دے یا زمین میں فساد پھیلا دے۔" معلوم ہوتا ہے کہ فرعونیوں کو ڈر لگا ہوا تھا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھیڑا جائے گا تو خدا کی طرف سے ان پر مار پڑ جائے گی اسی وجہ سے وہ حضرت کے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی کرنے سے مانع ہو رہے تھے۔ اس بات کو فرعون بھی سمجھتا ہو گا مگر اپنی شان دکھانے کے لئے وہ ایسی تقریریں کرتا اور دھمکیاں دیتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اس کی اطلاع ملی تو فرمایا:-

وقال موسیٰ انی عذت بربی وربکم من کل متکبر لا یؤمن بیوم الحساب۔ اور موسیٰ نے کہا میں پناہ میں آیا اپنے رب کی جو تمھارا بھی رب ہے ہر متکبر کے شر سے جو یوم الحساب پر ایمان نہیں رکھتا۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہاں یہ ظاہر فرمایا کہ فرعون و ہامان اور قارون کیا چیز ہیں اور ان کی حیثیت ہی کیا ہے اگر دنیا بھر کے ایسے متکبر بھی جمع ہو جائیں تو سب مل کر بھی بدون مشیت الٰہی کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس لئے کہ آپ نے رب الناس کی پناہ حاصل کر لی ہے۔ اس استعاذہ کا

نتیجہ کیا برآمد ہوا وہ سب جانتے ہیں کہ فرعون و ہامان اور قارون یہ سب مل کر حضرت موسیٰ کا تو کچھ بگاڑ نہ سکے بلکہ دن دھاڑے دیکھتے دیکھتے فرعون اور اس کا لشکر غرق ہو گیا اور قارون اپنے خزانوں کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ فرعون تو صرف مصر کا بادشاہ تھا اور محض قبطیوں پر اس کی حکومت تھی مگر مَلِكِ النَّاسِ کے مقابلہ پر جب اتر آیا تو چشم زدن میں ہلاک و برباد ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم بنی اسرائیل کو مَلِكِ النَّاسِ کی پناہ مل گئی تھی۔ سب کے سب صحیح و سلامت رہے۔

اِلٰهِ النَّاسِ۔ (میں پناہ لیتا ہوں) تمام لوگوں کے معبود کی "مطلب یہ جو ذات تمام لوگوں کی رب ہے یعنی مالک ہے اور ان کی تربیت فرماتی ہے اور سارے لوگوں پر اس کو بادشاہت حاصل ہے۔ ایسی بادشاہت کہ تمام دنیا کے بادشاہ اور شہنشاہ بھی اس کی بادشاہت اور احاطہ قدرت سے ذرہ برابر بھی قدم باہر نہیں رکھ سکتے۔ سب اسی کے مربوب اور مملوک ہیں تو ظاہر ہے کہ ایسی ذات والا صفات ہی ان کا معبود اور خدا ہے پھر جو کوئی اس کی پناہ میں آجائے تو اس کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آگے فرعون کی نہ چل سکی۔ اور نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں نمرود کچھ کر سکا۔ اور نہ حضرت لوط و ہود صالح و شعیب علیہم السلام سے بگاڑ کر کے انکی قوم سرسبز ہو سکی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت مرحومہ کو بھی یہاں

یہ سبق سکھانا منظور ہے کہ قریش ہوں یا کفار مکہ یا تمام دنیا کے کفار جو تاقیامت آتے رہیں گے وہ سب مل کر بھی ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے جبکہ وہ رب الناس ملک الناس الٰہ الناس کی پناہ میں آچکے ہوں۔ جس پر تاریخ عالم شاہد ہے اور روزمرہ کا مشاہدہ ہے

وسواس خناس کی تفسیر | مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ۔ شر سے بُرے خطرے ڈالنے والے چھپ رہنے والے کے جو بُرے خطرات ڈالتا ہے دلوں میں لوگوں کے"

حضرت حکم بن عمیر ثمالیؓ کی روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ الحذر ایّھا الناس وایاکم والوسواس الخنّاس فانما یبلوکم ایکم احسن عملا۔ (ابن مردویہ) لوگو! بچتے رہو اور اپنے آپ کو بُرے خیالات پیدا کرنے والے دبک کر رہنے والے سے بچائے رکھو کیونکہ وہ تم کو آزمانا چاہتا ہے کہ تم میں سے اچھے کام کرنے والا کون ہے"۔ یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی نے وسواس خناس کو پیدا کیا ہے جو لوگوں کے دلوں میں بُرے خیالات پیدا کرتا اور ان کے دل میں چھپا رہتا ہے۔ انسان کو خبر تک نہیں ہونے پاتی کہ یہ خیال فاسد کس نے ڈالا؟ اس سے اللہ سبحانہ کا منشا یہ ہے کہ بنی آدم کا امتحان لے کہ ان میں سے کون ان بُرے خیالات کے پیچھے جاتا اور ان کا اتباع کرتا ہے اور کون ان پر لاحول پڑھ کر اپنے آپ کو ان کے

اتباع سے دور رکھتا ہے؟ کیونکہ اللہ سبحانہ نے قرآن کریم اور اپنے حبیب رؤف و رحیم کے ذریعہ خیر و شر کا فرق بتا دیا ہے اور یہ بھی تعلیم دے دی ہے کہ اتباع خیر میں انسان کی بھلائی ہے اور اتباع شر میں اس کی رسوائی۔ اس کے بعد امتحان ہی ایک ذریعہ ہے کہ کون تعلیم الٰہی سے متاثر ہوا اور کون اس سے اثر پذیر نہ ہوا؟ لہذا جتا دیا جا رہا ہے کہ وسواس خنّاس لاکھ وسوسے ڈالے انسان کی نجات ان وسوسوں سے دور رہنے ہی میں ہے۔

مومن کا وسواس وضو ہی سے شروع ہوتا ہے

حضرت ابراہیم تیمیؒ فرماتے ہیں:۔ اول ما یبدأ الوسواس من الوضوء۔ (ابن ابی شیبہ)

سب سے پہلے وسواس کی ابتدا جہاں سے ہوتی ہے وہ وضو ہے" یعنی مسلمان جب نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک صاف ہو کر بارگاہ الٰہی میں حاضری دینے اور اس کے آگے رکوع و سجود ادا کر کے تقرب الٰہی حاصل کرنے کی نیت سے وضو کرنا چاہتا ہے تو وسواس خنّاس اس کی راہ میں حائل ہو کر وسوسے ڈالنا شروع کرتا ہے۔ مثلاً کبھی یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ میں نے دونوں ہاتھ پہنچوں تک اچھی طرح تین دفعہ دھوئے یا نہیں۔ مسواک کا استعمال کیا یا نہیں۔ ناک کا اندرونی حصہ صاف کیا یا نہیں۔ منہ دھویا یا نہیں۔ داڑھی کا خلال کیا یا نہیں۔ علی ہذا القیاس وضو کے ہر ہر رکن اور ہر ہر فعل کی

نسبت اس کو شک ہونے لگتا ہے۔ بعض لوگوں کو جن پر وسوسہ غالب ہے دیکھا گیا ہے کہ اذاں کے ساتھ ہی مسجد میں داخل ہوئے اور وضو بنانا شروع کیا۔ دوسرے مصلی ان کے بعد مسجد میں آئے وضو بنایا، فرض سے پیشتر کی سنتیں ادا کیں۔ باجماعت فرض نماز ادا کی۔ بعد کی سنتیں پڑھ کر چلے بھی گئے مگر ان سے پیشتر آئے ہوئے بزرگ ابھی وضو بنا رہے ہیں۔ معلوم نہیں ان کا وضو کب ختم ہوگا اور نماز کب ادا کریں گے؟ اسی معنی کی طرف حضرت ابراہیم تیمیؒ نے اشارہ فرمایا کہ وسواس کی ابتدا وضو سے ہی ہوا کرتی ہے۔

وسواس کا دفعیہ و علاج حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں:۔ البول فی المغتسل یاخذ منہ الوسواس۔ (ابن ابی شیبہ) غسل خانے میں پیشاب کرنے سے وسواس شروع ہوتا ہے" اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ارشاد ہے:۔ لا یبولن احدکم فی مستحمہ ثم یغتسل فیہ فان عامۃ الوسواس منہ۔ (ابوداؤد) تم میں سے کوئی شخص اپنے حمام خانے میں ہرگز پیشاب نہ کرے جس میں غسل بھی کرتا ہو کیونکہ عموماً وسواس اسی سے پیدا ہوتا ہے" ظاہر ہے کہ جس جگہ پیشاب کیا جائے وہ مقام نجس ہو جاتا ہے۔ پھر اگر وہیں غسل بھی کرے گا تو غسل کی چھینٹیں زمین سے اڑ کر غسل کرنے والے کے جسم پر پڑینگی۔ اب اس کو یہ شبہہ رہ جائے گا کہ پیشاب کی ہوئی جگہ پر میں نے غسل کیا۔ اس کی چھینٹیں اڑ کر جسم سے

لگی رہیں۔ لہذا میرا جسم پاک نہ ہو سکا۔ اس کا علاج یہی ہے کہ غسل خانے یا حمام میں پیشاب ہی نہ کیا جائے۔ یا یہ کہ غسل سے پہلے اس پہ پانی بہا کر اس جگہ کو پاک صاف کر لیا جائے۔ ہاں اگر غسل خانے میں سوراخ یا روزن ہو جس سے پیشاب وہاں پھیلنے نہیں پاتا بلکہ پوری طرح خارج ہو جاتا ہے تو اور بات ہے۔

دوام ذکر بھی وسواس کا علاج ہے

حضرت معاویہ بن ابی طلحہؓ فرماتے ہیں:۔ کان من دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم اعمر قلبی من وسواس ذکرك واطرد عنی وسواس الشیطان (ابو بکر بن ابی داؤد)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دعا یہ بھی تھی:۔ الٰہی! میرے دل کو صرف اپنی یاد کے خیال سے (ہمیشہ) بھرپور رکھئے۔ اور شیطان کے وسواس کو مجھ سے دفع فرمائیے۔" مطلب یہ کہ خیالات سے دل خالی نہیں رہ سکتا۔ کوئی نہ کوئی خیال آہیں آتا ہی رہتا ہے۔ استاذ محترم حضرت مولانا حافظ محمد انوار اللہ فضیلت جنگ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

الٰہی یہ دل ہے کہ مہماں سرا ہے چلے آتے ہیں کارواں کیسے کیسے

اسی وجہ سے بزرگان دین کا شعار دوام ذکر رہا ہے۔ ان کی پاک زندگیوں کا کوئی لمحہ ذکر الٰہی سے خالی گزرنے نہیں پاتا۔ دل بیار و دست بکار۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی دعائے مزبور میں اسی کی رہبری فرمائی گئی ہے ۔ وسواس کو دفع کرنے کا یہ بھی ایک کامیاب علاج ہے

وسواس کی مثالی صورت | حضرت معاویہ بن ابی طلحہؓ نے الوسواس الخناس کی تفسیر میں یہ بھی فرمایا :۔ مثل الشیطان کمثل ابن عرس واضع فمه علی فم القلب فیوسوس الیه فاذا ذکرالله خنس واذا سکت عاد الیه فهو الوسواس الخنّاس ۔ (ابن ابی داؤد) شیطان کی مثال نیولے کی سی ہے جو اپنا منہ قلب کے دہانے پر رکھا ہوا ہے اور اس میں بُرے خطرات ڈالتا رہتا ہے ۔ پھر جب انسان ذکرالٰہی کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ خاموش ہو جاتا ہے تو اس کی طرف لوٹ آتا ہے بس یہی وسواس خنّاس ہے "

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشاہدہ | حضرت عروہ بن رویمؒ فرماتے ہیں :۔

انّ عیسی بن مریم علیهما السلام دعا ربّه ان یریه موضع الشیطان من ابن آدم فجلّی له فاذا الرأسه مثل رأس الحیّة واضعا رأسه علی ثمرة القلب فاذا ذکرالله خنس واذا لم یذکره وضع رأسه علی ثمرة قلبه فحدّثه ۔ (سعید بن منصور ، ابن ابی الدنیا ، ابن المنذر) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے پروردگار عالم سے دعا کی کہ ابن آدم کے پاس شیطان کا کیا مقام ہے ؟ اسکو دکھایا جائے

تو ان پر منکشف ہوا کہ شیطان کا سر، سانپ کے سر کی طرح ہے وہ اپنا سر انسان کے ثمرۂ قلب پر رکھا ہوا ہے۔ پھر جب تک انسان اللہ سبحانہ کی یاد میں لگا رہتا ہے وہ دب جاتا اور پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جہاں وہ یادِ الٰہی سے غافل ہوا تو حسبِ سابق اپنا سر اس کے شگوفۂ دل پر رکھتا اور اس سے باتیں کرتا جاتا ہے۔" یہاں شیطان کی صورت نیولے اور سانپ کی طرح ہونا جو وارد ہوا ہے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ نیولا اور سانپ ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ انکی لڑائی ہوتی ہے تو سانپ اس کو ڈس لیتا ہے۔ اس موقع پر نیولا اس کو چھوڑ کر زمین کھودنے لگتا ہے۔ زمین میں سے بعض درختوں کی جڑ کو چباتا ہے تو سانپ کا زہر اس پر سے اتر جاتا ہے سانپ بھی اس موقع کو غنیمت جان کر کسی سوراخ میں گھس جانا شروع کرتا ہے مگر نیولا فوراً اس کا تعاقب کرکے اس کو سوراخ سے نکال باہر لاتا اور اس کے ساتھ لڑنا شروع کرتا ہے۔ یہی کشمکش ان میں رہتی ہے یہاں تک کہ نیولا سانپ کا کام تمام کر دیتا ہے۔ بہرحال ایک چیز کی تشبیہ کئی چیزوں کے ساتھ دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح شیطان کی مثال بھی ہے سانپ کے ساتھ ہو یا نیولے کے ساتھ یا کسی اور چیز کے ساتھ۔

وسواس کی مثالی صورتیں چنانچہ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان للواس خطما کخطم الطائر فاذا غفل ابن آدم وضع ذلک المنقار فی اذن القلب یوسوس فان ابن آدم ذکر اللہ نکص و

خنس فلذٰلک سمی الوسواس الخناس۔ (ابن شاہین) حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے میں نے سنا آپ فرماتے تھے کہ پرندوں کے منہ یا ناک کی طرح وسواس (شیطان)
کے بھی منہ یا ناک ہوتی ہے جب ابن آدم (یادِ الٰہی سے) غافل ہو جاتا ہے تو وہ اپنی چونچ
(ابن آدم کے) دل کے کان میں رکھ کر برے خیالات ڈالتا جاتا ہے۔ پھر اگر ابن آدم یادِ الٰہی
میں مشغول ہو جاتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا اور رک جاتا ہے۔ بس اسی وجہ سے اس کا نام
وسواس خناس رکھا گیا ہے۔" اس حدیث شریف میں یہ ارشاد ہو رہا ہے کہ شیطان
کسی پرندے کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ جن و ملک کو یہ قدرت عطا ہوئی ہے کہ وہ جس شکل
میں چاہیں متشکل ہو سکتے ہیں شکل بدلنا ان کے لئے ایسا ہی آسان ہے جس طرح انسان
تبدیل لباس کرتے ہیں۔ عربی لباس، عجمی لباس، رومی لباس، افرنجی لباس، یا ہندی لباس
وغیرہ۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ جیسا انسان، ویسا اس کا شیطان۔ یہ مثل بھی مشہور ہے جیسی
روح ویسا فرشتہ۔ ہر ایک انسان کی مناسبت کے لحاظ سے وسوسہ ڈالنے والا بھی مختلف
اشکال اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً سانپ، پرندہ وغیرہ۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دل میں بھی
کان آنکھ ہوتے ہیں۔ دل میں کان ہوتا تو اس حدیث شریف سے معلوم ہوا، دل کی آنکھوں
کی نسبت ارشادِ باری ہے۔ فانھا لا تعمی الابصار ولٰکن تعمی القلوب التی
فی الصدور۔ کافروں کو اندھا جو کہا گیا ہے ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں بلکہ ان کے

دل جو سینے میں ہیں اندھے ہیں۔"

وسواس کا انسان کے دل پر تسلط پیدائشی ہے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ ما من مولود یولد الا علی قلبہ الوسواس فاذا ذکر اللہ خنس واذا غفل وسوس فذلک قولہ الوسواس الخنّاس۔ (ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم بروایت صحیحہ، ابن مردویہ، بیہقی، ضیاء) جو کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے دل پر وسواس مسلط رہتا ہے۔ پھر اگر وہ یاد الٰہی کرتا ہے تو دب جاتا اور جہاں وہ غافل ہوا تو بُرے خیالات پیدا کرتا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ الوسواس الخنّاس سے یہی مراد ہے۔" حضرت موصوف نے یہ بھی فرمایا:۔ الشیطان جاثم علی قلب ابن آدم فاذا سہا وغفل وسوس واذا ذکر اللہ خنس۔ (ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن مردویہ) ابن آدم کے دل پر شیطان تسلط کیا ہوا رہتا ہے۔ لہٰذا جب وہ خدا کو بھول جاتا اور غفلت میں پڑا رہتا ہے تو وسوسے ڈالتا جاتا ہے اور جب اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے۔"

شیطان الجن اور شیطان الانس

مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاس۔ جنوں اور آدمیوں میں سے۔" یعنی وسواس خنّاس جو بُرے خطرات ڈالتا رہتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو جن وشیاطین کی نوع سے ہے۔ دوسری قسم وہ جو شیاطین الانس سے ہے

یہ بھی اپنی ہی نوع انسان کے دلوں میں بُرے خطرات ڈالتے اور انکو بھکاتے رہتے ہیں حضرت ابن زید فرماتے ہیں :۔ الخناس الذی یوسوس مرۃ ویخنس مرۃ من الجن والانس وکان یقال شیطان الانس اشد علی الناس من شیطان الجن، شیطان الجن یوسوس ولا تراہ وھذا یعاینک معاینۃ ۔ (ابن جریر) خناس جو کبھی بُرے خیالات پیدا کرتا اور کبھی دبک جاتا ہے جن و انس دونوں میں ہوا کرتا ہے اور عام طور پر کہا جاتا تھا کہ شیطان الانس، لوگوں پر شیطان الجن سے بھی سخت تر ہوا کرتا ہے ۔ وہ اس طرح کہ شیطان الجن جو وسوسے ڈالتا ہے آپ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور یہ یعنی شیطان الانس آپ کو دیکھ یا دکھا آنکھوں میں خاک جھونکتا ہے ۔"

وسواس کی نشست گاہیں حضرت عکرمہ فرماتے ہیں :۔ الوسواس محلہ علی فؤاد الانسان وفی عینیہ وفی ذکرہ ومحلہ من المرأۃ فی عینیھا وفی فرجھا اذا اقبلت وفی دبرھا اذا ادبرت ھذہ مجالسہ ۔ (ابن المنذر) وسواس کی بیٹھک انسان کے دل پر ہے اور اس کی آنکھوں میں اور اس کی شرمگاہ میں ہوا کرتی ہے اسی طرح عورتوں کی آنکھوں میں اور ان کی عصمت کے مقام پر ہوا کرتی ہے جبکہ وہ (مردوں کے) سامنے آتی ہیں اور اگر وہ پیٹھ پھیر کر جائیں تو ان کے پچھاوے اس کی بیٹھک کے مقامات ہیں ۔" انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کو جہاں تک ہو سکے یاد الٰہی میں مشغول رکھے کہ اس کی یاد سے غفلت نہ ہونے پائے اور حتی الامکان نامحرم عورتوں سے اپنی نگاہ کی حفاظت کرے ۔

نیز جن چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی شرعاً اجازت نہیں ان سے اپنی آنکھوں کو بچائے رکھے۔ اسی طرح عورتوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی نظر کو محفوظ رکھیں اور بے محابا غیر مردوں کے سامنے نہ آئیں نہ ان کو اپنا بچھاو دکھائیں۔ غیر مردوں کے سامنے عورتوں کی آمد و رفت جاری رکھنے کہ اس سے مردوں اور عورتوں دونوں کے دلوں میں برے خیالات کی نشوونما ہوتی ہے۔ روایات بالا ارشاد باری تعالیٰ پر مبنی ہیں جو سورۂ نور میں گزر چکی ہیں۔ جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرمایا گیا:۔ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم واطھر۔ ایمان دار مردوں سے فرمائیے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہی ان کے حق میں صاف ستھری اور پاکیزہ بات ہے۔"

اور آپ کو یہ خطاب بھی کیا گیا:۔ وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن۔ اور اے نبی کریم! آپ ایمان دار عورتوں سے بھی فرمائیے کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتی رہیں۔"

وسواس جن اور وسواس انس حضرت ابن جریج آیہ کریمہ من الجنۃ والناس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ ھما وسواسان فوسواس من الجنۃ وھو الجن ووسواس نفس الانسان فھو قولہ والناس۔ (ابن المنذر) وسواس دو طرح کے ہیں۔ ایک وسواس جنات کی طرف سے ہوتا ہے من الجنۃ میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور

دوسرا خود انسان کا وسواس ہے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ والناس میں اس کی طرف ایما فرمایا جارہا ہے" حضرت قتادہ من الجنّۃ والناس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ انّ من الناس شیاطین فتعوّذ باللہ من شیاطین الانس والجنّ۔ (عبد الرزاق ابن المنذر) یقین جانو کہ آدمیوں میں بھی بعض شیطان صفت ہوتے ہیں لہذا شیاطین انس و جن دونوں کے شر سے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہو"

مضمون بالا کی تائید | شیاطین انس کے بارے میں اس سے زیادہ صراحت سورۂ انعام میں ہے۔ باری تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:۔ وکذٰلک جعلنا لکلّ نبیّ عدوّا شیاطین الانس والجنّ یوحی بعضھم الیٰ بعض زخرف القول غرورا ولو شآء ربّک مافعلوہ فذرھم وما یفترون۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن شیاطین انس وجن کو بنادئے ہیں جو وہ آپس میں کا ایک دوسرے کو دھوکہ دینے والی بناوٹی چکنی چپڑی باتوں سے کیا کرتے ہیں۔ اور اگر آپ کا رب چاہے تو وہ ایسا نہ کرنے پائیں۔ لہذا ان کو اسی افترا پردازی میں پڑے رہنے دیجئے" حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر غفاریؓ سے فرمایا:۔ یا اباذر تعوّذ باللہ من شرّ شیاطین الجنّ والانس قال یا نبیّ اللہ وھل للانس شیاطین قال نعم شیاطین الانس والجنّ یوحی بعضھم الیٰ بعض زخرف القول غرورا

(امام احمدؒ، ابن ابی حاتم، طبرانی) ابوذر! تم شیاطین جن و انس کے شر سے اللہ سبحانہ کی پناہ مانگتے رہو۔ انھوں نے عرض کیا۔ اللہ کے پیارے نبی! کیا انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں؟ فرمایا ہاں ہوتے ہیں۔ شیاطین انس و جن باہم کانا پھوسیاں کرتے رہتے ہیں۔ ان کی باتیں بناوٹی چکنی چوپڑی دھوکہ دینے والی ہوتی ہیں۔"

ابلیس اور شیاطین الجن میں فرق | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:۔ ان من الجن شیاطین یضلونهم مثل شیاطین الانس یضلونهم فیلتقی شیطان الانس و شیطان الجن فیقول هذا الهذا اضلله بكذا فهو قوله یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا۔ وقال ابن عباسؓ الجن هم الجان ولیسوا بشیاطین والشیاطین ولد ابلیس وهم لا یموتون الا مع ابلیس والجن یموتون فمنهم المؤمن ومنهم الكافر۔ (ابن ابی حاتم، ابوالشیخ) بعض جن بھی شیطان صفت ہوتے ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں جیسا کہ بعض انسان بھی شیطان صفت ہوا کرتے اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔ نیز شیطان انس اور شیطان جن کی ملاقات ہوتی ہے تو یہ اس سے کہتا ہے کہ فلاں کو اس طرح گمراہ کر اور فلاں کو اس طریقہ سے راہ راست سے بھٹکاوے۔ ارشاد باری تعالیٰ یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا کا یہی مطلب ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ جن تو یہی جنات ہیں (جو

لوگوں کی نظر سے اوجھل رہتے ہیں۔) یہ شیاطین نہیں ہیں۔ شیاطین تو ابلیس کی اولاد ہیں۔ (ان میں فرق و امتیاز یہ ہے کہ) شیاطین نہیں مرتے وہ ابلیس کے ساتھ ہی مریں گے اور جن مرتے ہیں۔ ان میں بعض ایمان والے ہوتے ہیں اور بعض کافر" بہرحال وسواس خناس خواہ وہ ابلیس اور اس کی ذریت ہو یا انس و جن سے۔ ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی سے پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔ اسکے سوا اور کہیں پناہ نہیں۔

کلمہ ناس میں تکرار نہیں

بعض مفسرین کرام نے فرمایا کہ سورۂ ناس میں لفظ ناس اگرچہ پانچ جگہ آیا ہے لیکن اس میں تکرار نہیں ہے۔ ہر جگہ ناس سے دوسرے الگ الگ معانی مراد ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ قل اعوذ برب الناس سے انسان کا عہد طفلی مراد ہے چونکہ اس میں پرورش اور تربیت کی زیادہ تر ضرورت ہوتی ہے اس لئے رب الناس کہہ کر انسان کے عہد طفلی کی جانب اشارہ فرمایا گیا۔ اور ملک الناس میں انسان کے عہد شباب کی طرف ایما فرمایا گیا ہے۔ جو اس کے زور اور قوت کا دور ہے' بادشاہت ہی اس پر قابو رکھ سکتی ہے۔ اس لئے ملک الناس ارشاد ہوا۔ اور الٰہ الناس میں انسان کے عہد پیری کی یاد دلائی جا رہی ہے۔ جس میں انسان فطرۃً طاعت و عبادت کی طرف مائل ہوتا ہے اور یہی کلمہ الناس جو الذی یوسوس فی صدور الناس میں وارد ہوا ہے اس سے فی صدور الناس سے مراد لیا ہے۔ یعنی پناہ مانگتا ہوں وسواس

خناس کے شر سے جو خدا کو بھولے ہوئے کے دل میں برے خیالات پیدا کرتا ہے۔ اور من الجنۃ والناس میں جو الناس وارد ہوا ہے اس سے شیاطین الانس مراد لی ہے۔ اس اعتبار سے کلمہ الناس جو پانچ جگہ اس سورۃ شریفہ میں آیا ہے ہر جگہ اس کے معنی جدا جدا ہیں لہذا تکرار نہ ہوی۔ واللہ اعلم۔ نیز اس میں اس جانب بھی اشارہ ہے کہ انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ اپنے مربی کی طرف رجوع کیا جائے مثلاً لوگوں کو دیکھئے کہ وہ اپنی تکلیف کا ازالہ اولاً اپنے ماں باپ کے ذریعہ چاہتے ہیں اگر ان سے ازالہ نہ ہو سکے تو حاکم یا بادشاہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اگر حاکم یا بادشاہ بھی اس کا دفعیہ نہ کر سکے تو اس کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ تمھارا حقیقی مربی، اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے جو تمام لوگوں کا مربی ہے۔ اسی طرح تمھارا بادشاہ حقیقی بھی وہی ہے۔ نیز تمھارا معبود برحق بھی وہی ذات وحدہ لاشریک لہ ہے لہذا ہر صورت میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں رجوع کیا جانا چاہیئے جو حقیقی مربی، حقیقی بادشاہ اور حقیقی معبود ہے۔ وہی تمھاری جملہ تکالیف اور آفات کو دفع کر سکتا ہے۔ خواہ وہ تکالیف اور آفات بیرونی ہوں یا اندرونی۔ ظاہری ہوں یا باطنی، ہر ایک کا دفعیہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے ہر حالت میں اسی کی طرف رجوع کیا جائے اور اسی کی پناہ طلب کی جائے۔

ایک نکتہ قرآن کریم کا آغاز بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ سے ہوا تھا جس میں حمد باری نعت، دعا وغیرہ سبھی کچھ ہے اور اتمام استعاذہ و تعوذ پر فرمایا گیا ہے۔ اس میں تعلیم دی جا رہی ہے کہ مسلمانوں کو اپنا ہر کام اللہ سبحانہ کے نام پاک سے، اس کی حمد و ثنا سے، اور نعت شریف سے اور دعا سے شروع کرنا چاہیئے اور کام کے اختتام و سرانجام پر بھی ان ہی امور کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ استعاذہ و تعوذ بھی دعا ہے۔ تاکہ جو کام انجام پایا ہے اس کا نفع حاصل ہو اور اس کے مفید نتائج و ثمرات سے خود بھی اور دوسرے برادران دین بھی متمتع ہوتے ہیں۔ نیز کلام پاک کا حرف آغاز بسم اللہ کی باء اور حرف آخر والناس کی سین ہونے میں یہ نکتہ ہے کہ انسان کی رہبری و ہدایت کے لئے قرآن کریم ہی **بس** ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

اول و آخر قرآں زچہ با آمد و سین

یعنی اندر دو جہاں رہبر ما قرآں بس

دعا بجناب باری تعالیٰ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت التواب الرحیم و بارک لنا بالآیات والذکر الحکیم۔ اللھم آنس وحشتی فی قبری بالقرآن العظیم واجعلہ لی اماما و نورا و ھدی و رحمۃ۔ اللھم ذکرنی منہ ما نسیت و علمنی منہ

ما جهلت، وارزقني تلاوته آناء الليل وآناء النهار، واجعله حجة لي يا رب العالمين اللهم اجعل القرآن لنا في الدنيا قرينا، وفي القابر مونسا، ومن النار سترا وحجابا، وعلى الصراط نورا، وفي الحشر ظلا على رؤسنا، وبين يدي ربنا شفيعا مشفعا، وفي الجنة رفيقا، آمين يا رب العالمين وصلى الله تعالى وسلم على نبينا سيد المرسلين سيدنا و مولانا محمد وعلى آله واصحابه وازواجه وذريّاته واوليآء امته وعلمآء ملته اجمعين صلوة وسلاماً دائمين متلازمين الى يوم الدين والحمد لله رب العالمين۔

عرضِ حال | ناظرین کرام! اس تفسیر شریف موسوم باسم تاریخی تفسیر کشف القلوب (۱۳ ھ ۱۹) کی ابتداء والدی و مرشدی امام المفسرین حافظ کلام مبین، سید الشیوخ، حضرت مولانا سید شاہ محمد عمر حسینی قادری خلیق حیدرآبادی قدس سرہ العزیز کے قلم فیض رقم سے ہوی تھی جس کا سلسلہ سورۂ فتح کی تفسیر تک ہی پہنچا تھا کہ ۱۹ صفر الخیر سنہ ۱۳۳۰ھ کو حضرت علیہ الرحمہ بعارضۂ طاعون واصل بحق ہوئے۔ اور یہ مبارک کام اسی حد پر رک گیا ؎

آسماں را حق سزد از چشم کوکب خوں گری
بر وفات مولوی سید عمر شہ قادری

ان دنوں راقم کی عمر چودہ پندرہ سال سے زیادہ نہ تھی۔ ابتدائی تعلیم جو

حضرت علیہ الرحمہ اور قابل اساتذہ کرام کے ذریعہ جاری تھی۔ اس واقعہ فاجعہ کے باعث ۱۳۳۱ھ کے ختم تک متاثر رہی۔ آغاز ۱۳۳۲ھ سے جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن میں باقاعدہ سلسلہ درس زیر سرپرستی حضرت العلامہ مولانا حافظ محمد انوار اللہ خاں فضیلت جنگ نور اللہ مرقدہ شروع ہوا اور ۱۳۴۱ھ میں دستار فضیلت سے مشرف ہوا۔ تحصیل علوم سے فراغت کے ساتھ ہی گوناگوں مشاغل ایسے درپیش رہے کہ تفسیر شریف کی تکمیل کا ارادہ جو بدو شعور سے تھا اور حضرت سید الشیوخ قدس سرہ نے بھی اس کی توقع ظاہر فرمائی تھی۔ اپنی جگہ رہا۔ ایک طرف پیر بھائیوں اور مخلص احباب کی طرف سے پیہم اصرار تو دوسری طرف اپنی بے بضاعتی اور تہی دامانی سے شرمسار۔ بالآخر خدا خدا کر کے ۱۳۷۲ھ میں متوکلاً علی اللہ اس مبارک خدمت کو جہاں سے حضرت الشیوخ علیہ الرحمہ سے رہ گئی تھی دوبارہ شروع کیا گیا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج اوائل ربیع الاول ۱۳۸۳ھ میں سورۂ ناس کی تفسیر ختم ہو رہی ہے ؎

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ بھی ہوا ہوا کرم سے ان کے جو ہوگا بس ان کے ہی کرم سے ہوگا

جن جن حضرات نے اس عظیم الشان کام میں جو جو تعاون فرمایا تہ دل سے ان کا شکر گزار ہوں اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے تو قرآن کریم کی یہ ناچیز خدمت بفضل اللہ و حسن توفیقہ و تیسیرہ

(جو سورۂ فاتحہ سے سورۂ نحل کے آخر تک باقی ہے) پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی۔

وما ذلک علی اللہ العزیز۔

خاتمہ

بارگاہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ سے بصد ادب وبہ صمیم قلب التجا ہے کہ فقیر سراپا تقصیر اور اس کے والدین ماجدین شیوخ عظام واساتذۂ کرام جملہ معاونین واحباب اور قدرشناس اصحاب کو دارین میں کامیاب وبامراد رکھے اور اپنی رحمت بے پایاں اور فضل بے نہایت سے سرفراز فرمائے اور یہ بھی دعا ہے کہ جس طرح تفسیر شریف کی خدمت سورۂ اسراء سے سورۂ ناس تک باذن اللہ وبتیسیرہ انجام پاسکی ما بقی حصہ بھی جلد اتمام کو پہنچائے۔ آمین یارب العالمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ ونور ذاتہ سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔